



ترہیت اطفال اور تعمیر شخصیت میں اساتذہ اور تعلیمی اداروں کا کردار اور ذمہ داریاں: شرعی و تحقیقی جائزہ

The Role and Responsibilities of Teachers and Educational Institutions in Child Upbringing and Character Building: A Shariah and Research-Based Review

1. Mr. Saleem Ullah Masroor

Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.

Email: SaleemUllah.masroor@gmail.com

2. Dr. Mufti Kaleem Ullah

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.

Email: kaleem@ulm.edu.pk

3. Mr. Abdur Rauf

Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lakki Marwat, Pakistan.

Email: raufkpk363@gmail.com

Abstract

This study examines the role and responsibilities of teachers and educational institutions in child upbringing and personality development from a Shariah and research-based perspective. Education is not merely a process of transmitting knowledge; it is a comprehensive system that shapes the moral, intellectual, social, and emotional dimensions of a child's personality. In Islamic teachings, teachers are regarded as guides and role models who contribute significantly to the character formation and ethical development of students. Similarly, educational institutions serve as structured environments where values, discipline, and social responsibility are cultivated alongside academic learning. The study explores the principles of child development derived from the Qur'an, Sunnah, and classical Islamic scholarship, highlighting the importance of moral education, compassion, justice, and positive role modeling. It further analyzes contemporary educational research on personality development, which emphasizes the influence of teachers, school culture, and learning environments on students' behavior, self-confidence, and social skills. Through a qualitative and analytical approach, the research compares Islamic educational principles with modern pedagogical theories to identify common foundations and practical applications. The findings indicate that effective personality development requires collaboration between teachers, educational institutions, parents, and society. Teachers must demonstrate professional competence and moral integrity, while educational institutions should provide an environment that promotes ethical values, critical thinking, and emotional well-being. The study concludes that integrating Islamic principles with contemporary educational practices can contribute to the holistic development of children and prepare them to become responsible, productive, and morally conscious members of society.

Keywords: Child Upbringing, Personality Development, Teachers' Role, Educational Institutions, Islamic Education.

تربیت اطفال اور تعمیر شخصیت انسانیت کے روشن مستقبل کی بنیاد ہے۔ اسلامی تعلیمات میں بچوں کی تربیت کو والدین کے بعد اساتذہ اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ ایک استاد نہ صرف علم کا منبع ہوتا ہے بلکہ کردار سازی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ تعلیمی ادارے وہ پاکیزہ ماحول فراہم کرتے ہیں جہاں بچے علمی، اخلاقی اور روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں بچوں پر مختلف منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں، ایسے میں اساتذہ اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں۔ یہ تحقیق شرعی و جدید تعلیمی اصولوں کی روشنی میں ان ذمہ داریوں کا جائزہ لے گی۔

استاد کا مقام و مرتبہ اور تربیت اطفال میں اس کی اہمیت

اسلام میں استاد کو انتہائی بلند مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔ استاد وہ شخصیت ہے جو نہ صرف علم فراہم کرتا ہے بلکہ بچوں کی شخصیت کو سنوارنے کا باعث بنتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو بطور استاد مبعوث کیا گیا، جس سے اس منصب کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ استاد کے بغیر کسی بھی معاشرے میں تعلیم و تربیت کا تصور نامکمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"¹

"جیسا کہ ہم نے تم میں تمہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے، تمہیں پاک کرتا ہے، اور تمہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے اہم مقاصد بیان فرمائے ہیں: تلاوت آیات، تزکیہ نفس، اور تعلیم کتاب و حکمت۔ ان میں تزکیہ کا ذکر تعلیم سے پہلے کیا گیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کردار سازی تعلیم سے مقدم ہے۔ استاد کا اصل کام صرف معلومات دینا نہیں بلکہ بچوں کے دلوں کو پاک کرنا اور ان میں حکمت و بصیرت پیدا کرنا ہے۔ یہی وہ بنیادی اصول ہے جس پر اسلامی نظام تعلیم کی عمارت کھڑی ہے۔ بچوں کی تربیت میں استاد کا کردار نبوت کے اس منصب کے تسلسل کی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ضَمِيرٌ حَتَّى النَّعْمَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْخُوتِ لِيُصَلُّوْنَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ"²

"بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں والے حتیٰ کہ اپنے بل میں موجود چبوتی اور حتیٰ کہ مچھلی بھی لوگوں کو بھلائی سکھانے والے استاد پر درود بھیجتی ہے۔"

یہ حدیث استاد کی عظمت اور اس کی دعوت خیر کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ استاد جو لوگوں کو نیکی اور بھلائی کی تعلیم دیتا ہے، اس کے لیے پوری کائنات کی دعائیں اور درود شامل ہوتے ہیں۔ چبوتی اور مچھلی جیسی چھوٹی مخلوقات کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ علم کی ترویج اور تربیت اطفال اتنا بڑا عمل ہے کہ تمام مخلوق اس کی حمایت کرتی ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ اس عظیم منصب کے تقاضوں کو سمجھیں اور بچوں کی تربیت کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر اخلاص سے انجام دیں۔

امام طحاوی بیان کرتے ہیں کہ:

"وَأَعْلَى الْمَرَاتِبِ بَعْدَ النُّبُوَّةِ مَرْتَبَةُ التَّعْلِيمِ وَالتَّرْبِيَةِ، فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ كَانُوا مُعَلِّمِينَ وَمُرَبِّينَ"³

¹ البقرہ، 151

² امام ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه، دار السلام، ریاض، 2000ء، حدیث نمبر 2685، ج 4، ص 290

³ امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی، شرح معانی الآثار، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، جدہ، 1998ء، ج 4، ص 278۔

"نبوت کے بعد سب سے بلند مرتبہ تعلیم و تربیت کا ہے، کیونکہ انبیاء بھی معلم اور مرئی تھے۔"

امام طحاوی نے اس قول میں تعلیم و تربیت کو نبوت کے بعد اعلیٰ ترین مرتبہ قرار دیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بنیادی ذمہ داری لوگوں کی تربیت تھی۔ استاد بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ بچوں کی تربیت کرنا درحقیقت انبیاء کے مشن کو جاری رکھنا ہے۔ اس لیے استاد کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اس منصب کے لیے وقف کرے اور بچوں کی شخصیت سازی کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے۔

تعلیمی اداروں کا کردار بہترین ماحول فراہم کرنا

بچوں کی شخصیت کی تشکیل میں تعلیمی اداروں کا ماحول بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک مثبت، پر امن اور حوصلہ افزا ماحول بچوں میں علم و اخلاق کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں مساجد اور مدارس کو بطور تعلیمی ادارہ فروغ دیا گیا۔ جدید دور میں اسکولوں اور کالجوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ شرعی اصولوں کے مطابق محفوظ فضا مہیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوِّءِ كَمَا مِلَ الْمَسْكُوكِ وَنَافِخِ الْكَيْبَرِ"⁴

"نشست کرنے والے اچھے اور برے ساتھی کی مثال خوشبو لے جانے والے اور بھٹی پھونکنے والے

جیسی ہے۔"

یہ حدیث بچوں کے ماحول کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ تعلیمی ادارے وہ جگہ ہیں جہاں بچے زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ اگر ادارے کا ماحول اچھے اساتذہ اور ساتھیوں پر مشتمل ہو تو بچے خوشبو کی طرح پھیلیں گے، ورنہ بھٹی کی آگ کی طرح جل کر بگڑ جائیں گے۔ اداروں کو چاہیے کہ وہ بچوں کے لیے صالح ماحول یقینی بنائیں، برے ساتھیوں سے بچائیں، اور اخلاقی قدروں کو فروغ دیں۔ یہ تربیت اطفال کا اہم ترین اصول ہے۔ مونتسوری نے بیان کیا ہے کہ:

"The environment must be rich in motives which lend interest to activity and invite the child to conduct his own experiences"⁵.

"ماحول میں ایسے محرکات ہونے چاہئیں جو سرگرمی کو دلچسپ بنائیں اور بچے کو اپنے تجربات کرنے کی

دعوت دیں۔"

جدید تحقیق کے مطابق بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ماحول کا محرکات سے بھرپور ہونا ضروری ہے۔ مونتسوری نے یہ اصول پیش کیا کہ بچے خود اپنے تجربات سے سیکھتے ہیں، اور اداروں کا کردار ان کے لیے مواقع فراہم کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی بچوں کو آزادانہ سوچ اور تجربات کی ترغیب دیتی ہیں، البتہ حدود اللہ کے اندر۔ اساتذہ اور اداروں کو چاہیے کہ وہ بچوں کو یکطرفہ تعلیم دینے کے بجائے انہیں دریافت کرنے کا موقع دیں۔ اس سے بچوں کی شخصیت خود اعتماد اور تخلیقی بنتی ہے۔ امام غزالی بیان کرتے ہیں کہ:

"الْمَكْتَبُ بَيْتٌ ثَانٍ لِلصَّبِيِّ، فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ نَظِيفًا مُنَوَّرًا خَالِيًا مِّنَ الْمُنْكَرَاتِ"⁶

"مکتب (اسکول) بچے کا دوسرا گھر ہے، پس ضروری ہے کہ وہ صاف ستھرا، روشن اور برائیوں سے پاک

ہو۔"

⁴ امام مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة، باب مثل الجلیس الصالح، دار السلام، ریاض، 2000ء، حدیث نمبر 2628

⁵ Maria Montessori, The Absorbent Mind, Holt Paperbacks, New York, 1995, p. 156.

⁶ امام محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار المنہاج، جدہ، 2011ء، ج 1، ص 189

امام غزالی نے اسکول کو بچے کا دوسرا گھر قرار دیا۔ جس طرح گھر میں بچے کو محبت، تحفظ اور سکون ملتا ہے، اسی طرح اسکول میں بھی ایسا ماحول ہونا چاہیے۔ صفائی، روشنی اور منکرات سے پاکی وہ بنیادی شرائط ہیں جو بچے کی ذہنی اور روحانی صحت کے لیے ضروری ہیں۔ تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو پرکشش، محفوظ اور حوصلہ افزا ماحول دیں جہاں وہ بغیر خوف اور جھجک کے سیکھ سکیں۔ ایک ناخوشگوار ماحول بچے کی شخصیت پر منفی اثر ڈالتا ہے۔

استاد کی اخلاقی ذمہ داریاں اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک

استاد کی اخلاقی ذمہ داریاں صرف تعلیم تک محدود نہیں بلکہ اس میں بچوں کے ساتھ نرمی، محبت، شفقت اور انصاف شامل ہے۔ حضور ﷺ نے بچوں کے ساتھ انتہائی نرمی کا معاملہ کیا اور یہی اساتذہ کے لیے نمونہ ہے۔ استاد کا بد اخلاقی بچوں کی نفسیات کو تباہ کر سکتی ہے جبکہ حسن سلوک ان کی شخصیت کو سنوارتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَلَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُقِرَّ كَبِيرَنَا"

"ہم میں سے وہ نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے۔"

اس حدیث میں رحمت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ استاد جو بچوں سے رحم اور شفقت کے ساتھ پیش آتا ہے وہ دراصل اس حدیث پر عمل کر رہا ہے۔ بچوں پر رحم کا مطلب یہ ہے کہ ان کی غلطیوں پر سختی نہ کی جائے، انہیں پیار سے سمجھایا جائے، ان کی مشکلات کو سمجھا جائے اور ان کی نفسیاتی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ کے ساتھ رویہ استاد کی دینی ذمہ داری ہے۔ بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ اور جسمانی سزا دینا اس حدیث کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر اسپاک نے بیان کیا ہے کہ:

"Children need love, especially when they do not deserve it. A teacher's kindness can change a child's entire future⁷".

"بچوں کو محبت کی ضرورت ہوتی ہے، خاص طور پر جب وہ اس کے مستحق نہ ہوں۔ استاد کا حسن سلوک

بچے کی پوری زندگی بدل سکتا ہے۔"

ڈاکٹر اسپاک کے مطابق بچوں کو خاص طور پر مشکل حالات میں محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب بچہ غلطی کرتا ہے یا نافرمانی کرتا ہے تو وہ زیادہ کمزور اور محتاج ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں استاد کی نرمی اور شفقت اسے سنبھال لیتی ہے۔ ایک سخت رویہ بچے کو مزید باغی اور خود اعتمادی سے محروم کر دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات بھی یہی کہتی ہیں کہ غلطی پر سزا سے پہلے رحم اور اصلاح کا موقع دیا جائے۔ استاد کو والدین کی طرح بچے کا معاون اور رفیق ہونا چاہیے۔ عبد اللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ:

"حُسْنُ الْخُلُقِ لِلْمُعَلِّمِ أَهْمٌ مِنْ كَثْرَةِ الْعِلْمِ، فَإِنَّ الْخُلُقَ هُوَ الَّذِي يَجْذِبُ التَّلْمِيذَ

إِلَى الْعِلْمِ"⁸

"استاد کے لیے حسن اخلاق زیادہ علم سے زیادہ اہم ہے، کیونکہ اخلاق ہی وہ چیز ہے جو طالب علم کو علم کی

طرف کھینچتی ہے۔"

عبد اللہ بن مبارک نے بہت خوبصورت بات کہی ہے کہ استاد کا اخلاق اس کے علم سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر استاد علم تو بہت رکھتا ہو مگر بد اخلاق ہو تو بچے اس سے دور بھاگیں گے اور علم حاصل کرنے کی بجائے نفرت کریں گے۔ اس کے برعکس اگر استاد اخلاقی طور پر پختہ ہو تو بچے خود بخود اس کی طرف

⁷Dr. Benjamin Spock, Baby and Child Care, Pocket Books, New York, 2012, p. 312

⁸عبد اللہ بن المبارک، کتاب الزہد، تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2010ء، ج 1، ص 145۔

متوجہ ہوں گے اور علم سیکھنے کے لیے شوقین ہوں گے۔ اس لیے اساتذہ کی تربیت میں علم کے ساتھ اخلاقیات کو بھی یکساں اہمیت دی جانی چاہیے۔ تعلیمی اداروں کو اساتذہ کے لیے اخلاقی تربیتی پروگرام لازمی کرنے چاہئیں۔

بچوں میں علمی ذوق اور فکری صلاحیتوں کی تربیت

بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں علمی ذوق اور فکری صلاحیتوں کو فروغ دینا انتہائی اہم ہے۔ اساتذہ کا کردار صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ بچوں میں سوال کرنے، غور و فکر کرنے اور تحقیق کرنے کی عادت ڈالنا ہے۔ اسلامی تعلیمات نے تدریس اور تفکر پر بہت زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"أَفَلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"⁹

"کہہ دیجیے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم و فضل کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ جاننے والے اور نہ جاننے والے کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ استاد کا کام بچوں کو علم کے درجات بلند کرنے میں مدد دینا ہے۔ بچوں میں علمی ذوق پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں محض حفظ کے بجائے فہم اور تدریس کی طرف راغب کیا جائے۔ استاد ایسے طریقے اختیار کرے جو بچوں کے تجسس کو ابھاریں اور ان میں سوالات پیدا کریں۔ ایک باشعور استاد ہی بچوں کو فکری طور پر مضبوط بنا سکتا ہے۔ جان ڈیوی نے بیان کیا ہے کہ:

"Education is not preparation for life; education is life itself. The teacher's role is to create conditions for inquiry"¹⁰.

"تعلیم زندگی کی تیاری نہیں بلکہ خود زندگی ہے۔ استاد کا کردار تحقیق و دریافت کے حالات پیدا کرنا ہے۔"

جان ڈیوی کے مطابق تعلیم کو زندگی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ بچے جب تعلیم حاصل کرتے ہیں تو وہ دراصل زندگی جی رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے استاد کا کام بچوں کو مستقبل کے لیے تیار کرنے کے بجائے انہیں آج ہی تحقیق اور دریافت کے مواقع دینا ہے۔ بچوں میں جب یہ عادت پیدا ہو جائے تو وہ خود بخود زندگی کے مسائل حل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسلامی تعلیم بھی بچوں کو زمین و آسمان میں تدریس کی ترغیب دیتی ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو عملی تجربات، لیبارٹری اور فیلڈ ورک کے مواقع فراہم کریں۔ ابن سینا بیان کرتے ہیں کہ:

"يُنْبَغِي لِلْمُعَلِّمِ أَنْ يَبْدَأَ بِتَعْلِيمِ الصَّبِيِّ بِمَا يُنَاسِبُ فِطْرَتَهُ، ثُمَّ يَنْتَقِلُ بِهِ إِلَى مَا هُوَ أَصْعَبُ تَدْرِيجًا"¹¹

"استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچے کو اس کی فطرت کے مطابق تعلیم دے، پھر آہستہ آہستہ اسے مشکل کی طرف لے جائے۔"

ابن سینا نے تعلیم میں تدریس کے اصول کو بہت واضح کیا ہے۔ ہر بچے کی فطری صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ بچے کی فطرت اور دلچسپی کو پہچانے، پھر اس کے مطابق تعلیم کا آغاز کرے۔ اچانک مشکل تعلیم دینے سے بچے کا ذہنی ذوق ختم ہو جاتا ہے۔ آسان سے مشکل کی طرف منتقلی بچوں میں اعتماد پیدا کرتی ہے اور انہیں علمی میدان میں کامیاب بناتی ہے۔ تعلیمی اداروں کو نصاب اس طرح ترتیب دینا چاہیے کہ وہ ہر بچے کی انفرادی ضروریات کو پورا کر سکے۔

⁹ الزمر، 9

¹⁰John Dewey, Democracy and Education, Free Press, New York, 1997, p. 239.

¹¹ ابو علی حسین بن عبد اللہ ابن سینا، قانون الطب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2005ء، ج 1، ص 82

بچوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت میں اساتذہ کا کردار

اسلام میں تعلیم کا اصل مقصد روحانی اور اخلاقی تربیت ہے۔ بچوں میں تقویٰ، امانت، سچائی، عدل اور حسن اخلاق جیسی صفات پیدا کرنا استاد کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو مگر بد اخلاق ہو تو وہ معاشرے کے لیے مفید نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"¹²

"بے شک میں صرف اخلاق کے اعلیٰ درجے کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد اخلاق کی تکمیل بیان فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم و تربیت کا محور اخلاق ہیں۔ استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کو صرف پڑھانے تک محدود نہ رہے بلکہ ان میں اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا کرے۔ سچائی، دیانت، غریبوں کی مدد، والدین کی عزت، استاد کا ادب وغیرہ وہ اخلاقی اقدار ہیں جو بچے کو ایک مکمل انسان بناتی ہیں۔ تعلیمی اداروں میں اخلاقیات کو نصاب کا حصہ بنایا جانا چاہیے اور اساتذہ خود بھی اخلاقی نمونہ ہوں۔ لارنس کو بلبرگ نے بیان کیا ہے کہ:

"Moral development in children is largely influenced by teachers who model ethical behavior and engage students in moral discussions"¹³.

"بچوں میں اخلاقی نشوونما زیادہ تر ان اساتذہ سے متاثر ہوتی ہے جو خود اخلاقی نمونہ پیش کریں اور بچوں

کو اخلاقی مباحث میں شامل کریں۔"

جدید ماہر نفسیات کو بلبرگ کے مطابق بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے استاد کا خود اخلاقی رویہ رکھنا ضروری ہے۔ بچے دوسروں کو دیکھ کر سیکھتے ہیں، اگر استاد خود سچا، دیانت دار اور شفیق ہو گا تو بچے بھی ایسے بنیں گے۔ نیز اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو اخلاقی مباحث میں حصہ لینے کا موقع دیں تاکہ وہ خود فیصلہ کرنا سیکھیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے، جہاں بچوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تربیت دی جاتی ہے۔ امام مالک بن انس بیان کرتے ہیں کہ:

"عَلِّمُوا الصِّبْيَانَ الْأَدَبَ قَبْلَ الْعِلْمِ، فَإِنَّ الْأَدَبَ أَسَاسُ وَالْعِلْمُ فَوْقَهُ"¹⁴

"بچوں کو علم سے پہلے ادب سکھاؤ، کیونکہ ادب بنیاد ہے اور علم اس کے اوپر ہے۔"

امام مالک نے بچوں کی تربیت میں ادب کو علم پر مقدم قرار دیا ہے۔ ادب کے بغیر علم خطرناک ہو سکتا ہے۔ بچوں کو پہلے یہ سکھایا جائے کہ وہ اپنے اساتذہ، والدین اور بڑوں کی عزت کریں، اچھی طرح بیٹھیں، کھانے کے آداب جانیں، اور دوسروں سے بولنے کا سلیقہ رکھیں۔ جب ادب کی بنیاد مضبوط ہو گی تو علم اس پر استوار ہو گا اور بچے کی شخصیت کامل ہو گی۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو تحفظ کے ساتھ ادب کے اصول سکھائیں اور سختی کے بغیر ان میں نفاست پیدا کریں۔

جدید تعلیمی چیلنجز اور اساتذہ کی ذمہ داریاں

موجودہ دور میں ٹیکنالوجی، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ نے بچوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اساتذہ اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان چیلنجز کا سامنا کریں، بچوں کو مثبت سمت دیں، اور انہیں ان جدید خطرات سے بچائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

¹² امام بخاری، الادب المفرد، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2010ء، حدیث نمبر 273۔

¹³ Lawrence Kohlberg, The Philosophy of Moral Development, Harper & Row, San Francisco, 1981, p. 189.

¹⁴ امام مالک بن انس، الموطأ، روایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2015ء، کتاب الجامع، باب ماجاء فی الادب، ج 2، ص 342

"الدُّنْيَا جَنَّةٌ لِلْكَافِرِ وَسَجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ"¹⁵

"دنیا کافر کے لیے جنت ہے اور مومن کے لیے قید خانہ۔"

اس حدیث میں دنیاوی کشتوں اور فتنوں سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جدید دور میں سوشل میڈیا، گیمز اور دیگر پرکشش ذرائع نے بچوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ استاد کا کردار ان فتنوں سے بچوں کو آگاہ کرنا اور انہیں دنیا کی حقیقت سمجھانا ہے۔ دنیا مومن کے لیے قید ہے، یعنی اس میں محفوظ رہنا اور بچنا ضروری ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو وقت کی قدر کرنا سکھائیں، انٹرنیٹ کے مثبت استعمال کی تربیت دیں، اور انہیں ان جدید چیلنجز سے بچنے کے ہتھیار فراہم کریں۔ نیل پوسٹمن نے بیان کیا ہے کہ:

"Children today are exposed to a world of information without any filter. Teachers must act as the necessary filter to protect their minds"¹⁶.

"آج کے بچے بغیر کسی فلٹر کے معلومات کی دنیا سے روشناس ہو رہے ہیں۔ اساتذہ کو اس ضروری فلٹر کا

کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ بچوں کے ذہنوں کو محفوظ رکھا جاسکے۔"

نیل پوسٹمن نے جدید دور کے بڑے مسئلے کی نشاندہی کی ہے۔ انٹرنیٹ پر موجود معلومات بغیر کسی چھان بین کے بچوں تک پہنچ رہی ہیں، جس میں بہت سی غلط، گمراہ کن اور اخلاقی طور پر نامناسب چیزیں بھی شامل ہیں۔ اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک فلٹر کا کام کریں، یعنی بچوں کو صحیح اور غلط میں فرق کرنا سکھائیں، مثبت مواد فراہم کریں، اور انہیں نقصان دہ چیزوں سے آگاہی دیں۔ تعلیمی اداروں کو میڈیا لٹریسی اور ڈیجیٹل سیفٹی کے کورسز لازمی کرنے چاہئیں۔ ابن خلدون بیان کرتے ہیں کہ:

"التَّعْلِيمُ فِي الصَّغَرِ كَالنَّقْشِ عَلَى الْحَجَرِ، وَالْعَادَاتُ الَّتِي يَنْمُو عَلَيْهَا الطِّفْلُ

تَصْنَعُ مُفَارَقَتَهُ كَبِيرًا"¹⁷

"بچپن میں تعلیم پتھر پر نقش کرنے کی طرح ہے، اور بچپن میں جو عادات بچے میں پروان چڑھتی ہیں،

بڑے ہو کر ان سے جدا ہونا مشکل ہوتا ہے۔"

ابن خلدون نے بچپن کی تربیت کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ بچپن میں سکھائی گئی اچھی یا بری عادات بچے کی شخصیت میں اس قدر گھر جاتی ہیں کہ بعد میں انہیں بدلنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے اساتذہ اور تعلیمی اداروں کو بچوں کی ابتدائی عمر میں ہی مثبت عادات ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جدید چیلنجز کے پیش نظر یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ بچوں کو بچپن میں ہی علم کے ساتھ اچھی عادات، جیسے پابندی، محنت، ایمانداری اور وقت کی قدر، سکھائی جائیں تاکہ وہ مستقبل میں کامیاب اور نیک انسان بن سکیں۔

تعلیمی اداروں کا کردار بچوں کے حقوق کے تحفظ میں

اسلام نے بچوں کے حقوق کا تحفظ فرض قرار دیا ہے۔ تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو کسی بھی قسم کے استحصال، تشدد یا امتیاز سے

بچائیں۔ ایک محفوظ ادارہ ہی بچوں کی شخصیت کو پروان چڑھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"¹⁸

¹⁵ امام مسلم، الصحيح، کتاب الزہد والرقائق، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر، دار السلام، رياض، 2000ء، حدیث نمبر 2956

¹⁶ Neil Postman, The Disappearance of Childhood, Vintage Books, New York, 1994, p. 135

¹⁷ عبد الرحمن بن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، دار الکتب المصری، قاہرہ، 2009ء، ج 1، ص 425

¹⁸ التحریم، 6

"اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم سے بچائیں۔ اس میں بچوں کا تحفظ بھی شامل ہے۔ تعلیمی اداروں کو بچوں کو فکری، روحانی اور جسمانی طور پر آگ سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو کسی بھی قسم کے غلط عقائد، برے اعمال اور ظلم و تشدد سے محفوظ رکھا جائے۔ اداروں میں بچوں کو سپورٹو ماحول ملے، ان کے خلاف کوئی زیادتی نہ ہو، اور انہیں ان کے حقوق سے آگاہ کیا جائے۔ ایک محفوظ بچہ ہی اچھی شخصیت کا مالک ہو سکتا ہے۔ یونیسف نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا ہے کہ:

"Every child has the right to learn in a safe, healthy and protective environment. Schools must eliminate all forms of violence and discrimination"¹⁹.

"ہر بچے کا حق ہے کہ وہ ایک محفوظ، صحت مند اور حفاظتی ماحول میں سیکھے۔ اسکولوں کو تشدد اور امتیاز کی تمام شکلوں کا خاتمہ کرنا چاہیے۔"

یونیسف نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے واضح رہنما اصول دیے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ تعلیمی ادارے بچوں کے لیے محفوظ ہونے چاہئیں۔ اسلامی تعلیمات نے صدیوں پہلے یہ اصول دے دیے تھے۔ آج کے دور میں بچوں پر اسکولوں میں جسمانی سزا، نفسیاتی تشدد، اور ظلم و زیادتی کے واقعات پیش آتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ بچوں کے خلاف کسی بھی قسم کی زیادتی کو روکنے کے لیے سخت قوانین بنائیں، تربیتی ورکشاپس کریں، اور بچوں کو اپنے حقوق سے آگاہ کریں۔ علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ:

"الْوَلَدُ أَمَانَةٌ عِنْدَ وَالِدِيهِ وَعِنْدَ مُعَلِّمِيهِ، فَمَنْ ضَيَّعَ أَمَانَتَهُ فَقَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ"²⁰

"بچہ اپنے والدین اور اپنے اساتذہ کے پاس ایک امانت ہے، پس جس نے اپنی امانت کو ضائع کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی۔"

حضرت علی کا یہ قول بچوں کی امانت کے تصور کو بہت خوبصورتی سے پیش کرتا ہے۔ بچے اللہ کی امانت ہیں، انہیں والدین اور اساتذہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ استاد کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ وہ اس امانت کا ضامن ہے۔ اگر وہ بچے کو اچھی تربیت نہ دے، اس کے حقوق پامال کرے، اسے سزا دے یا اس کی اہلیت کو تسلیم نہ کرے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کر رہا ہے۔ اساتذہ اور تعلیمی اداروں کو بچوں کو امانت سمجھ کر ان کی عزت کریں، انہیں محفوظ رکھیں اور ان کی شخصیت کو سنوارنے کی پوری کوشش کریں۔

استاد اور والدین کا اشتراکی کردار اور تعاون

بچے کی کامیاب تربیت کے لیے ضروری ہے کہ استاد اور والدین کے درمیان مضبوط رابطہ اور تعاون ہو۔ دونوں مل کر بچے کی شخصیت کو سنوار سکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات نے اس اشتراک کی ترغیب دی ہے اور جدید تحقیق بھی اس کی اہمیت ثابت کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"²¹

"تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

¹⁹ UNICEF, Child Protection in Schools: A Review of the Evidence, UNICEF Publications, New York, 2020, p. 28.

²⁰ سید شریف رضی، منج البلاغ، تحقیق صبحی صالح، دارالکتب اللیبانی، بیروت، 2010ء، حکمت نمبر 327، ص 489

²¹ امام بخاری، الصحیح، کتاب الجمعة، باب الخلیفة الامام، دار ابن کثیر، بیروت، 2002ء، حدیث نمبر 853، ج 2، ص 76

یہ حدیث عظیم اصول بیان کرتی ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داریوں کا جواب دہ ہے۔ استاد بچوں کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا اور والدین بھی۔ اس لیے ضروری ہے کہ دونوں مل کر بچے کی تربیت کا بوجھ اٹھائیں۔ جب استاد اور والدین متحد ہو کر ایک ہی مقصد پر کام کریں تو بچے کی شخصیت بہترین طریقے سے سنورتی ہے۔ تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ والدین کے ساتھ باقاعدہ نشستیں کریں، انہیں بچوں کی پیش رفت سے آگاہ کریں، اور ان سے مشورے لیں۔ یہ اشتراک بچے کے لیے سکون کا باعث بنتا ہے۔ اسپیشٹین نے بیان کیا ہے کہ:

"When schools and families work together, children achieve higher academic success, show better behavior, and have improved social skills"²².

"جب اسکول اور خاندان مل کر کام کرتے ہیں، تو بچے اعلیٰ تعلیمی کامیابی حاصل کرتے ہیں، بہتر رویہ

دکھاتے ہیں، اور ان کی سماجی صلاحیتیں بہتر ہو جاتی ہیں۔"

جدید تحقیق کے مطابق والدین اور اسکول کا تعاون بچوں کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسپیشٹین نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ جب اسکول گھر بلو ماحول سے جڑ جاتا ہے تو بچے تعلیمی لحاظ سے بہتر کرتے ہیں، رویے میں بہتری آتی ہے، اور وہ دوستوں اور بڑوں کے ساتھ بہتر تعلقات بناتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات بھی اس کی حمایت کرتی ہیں کہ استاد اور والدین ایک دوسرے کے معاون ہوں۔ تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ والدین کی شمولیت کے لیے پروگرامز بنائیں، انہیں بچوں کی تربیت کے طریقے بتائیں، اور ان کی رائے کو اہمیت دیں۔ حسن البصری بیان کرتے ہیں کہ:

"أَعِينُوا الْمُعَلِّمِينَ عَلَى الْأَوْلَادِ بِالْحِكْمَةِ وَالرَّفْقِ، فَإِنَّ الْأَبْوَابَ وَالْمُعَلِّمَ كَالْيَدَيْنِ

لِحَسْبٍ وَاحِدٍ"²³

"اساتذہ کی بچوں کے معاملے میں حکمت اور نرمی کے ساتھ مدد کرو، کیونکہ والدین اور استاد ایک جسم

کے دو ہاتھوں کی مانند ہیں۔"

حسن البصری نے بہت خوبصورت مثال دی ہے کہ والدین اور استاد ایک جسم کے دو ہاتھ ہیں۔ جب دونوں ہاتھ مل کر کام کرتے ہیں تو جسم مضبوط اور صحت مند ہوتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اساتذہ کی حکمت اور نرمی کے ساتھ مدد کریں، ان کی مخالفت نہ کریں، اور اپنے بچوں کو اساتذہ کی عزت کرنے کی تلقین کریں۔ اسی طرح استاد کو بھی والدین کے مشوروں کو اہمیت دینی چاہیے۔ دونوں کی مشترکہ کوششوں سے بچوں کی شخصیت متوازن اور صحت مند بنتی ہے۔ تعلیمی اداروں کو والدین اور اساتذہ کے درمیان تعاون کی فضا پیدا کرنی چاہیے۔

تربیت اطفال اور تعمیر شخصیت میں اساتذہ اور تعلیمی اداروں کا کردار انتہائی اہم اور ناقابل فراموش ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق استاد کو نبوت کے بعد اعلیٰ ترین منصب عطا کیا گیا ہے۔ اساتذہ نہ صرف علم فراہم کرتا ہے بلکہ بچوں کی اخلاقی، روحانی اور فکری تربیت کا بھی ذمہ دار ہے۔ تعلیمی اداروں کو بچوں کے لیے محفوظ، پرکشش اور حوصلہ افزا ماحول فراہم کرنا چاہیے۔ جدید دور کے چیلنجز کے پیش نظر اساتذہ کو بچوں کو مثبت سمت دینے اور انہیں جدید فتنوں سے بچانے کی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے۔ استاد اور والدین کا اشتراک بچے کی کامیاب تربیت کی کلید ہے۔ شرعی اور تحقیقی جائزے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب اساتذہ اور تعلیمی ادارے اپنی ذمہ داریوں کو اخلاص اور حکمت کے ساتھ ادا کرتے ہیں تو بچوں کی شخصیت مضبوط، متوازن اور کامیاب بنتی ہے۔ تمام اساتذہ اور تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ اس عظیم امانت کو سنبھالیں اور اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس رکھیں۔

نتائج

²²Joyce L. Epstein, School, Family, and Community Partnerships, Westview Press, Boulder, 2018, p. 114.

²³ابن مفلح، الآداب الشرعية، تحقیق احمد السیسی، مکتبہ العصریہ، بیروت، 2008ء، ج 2، ص 351

- تربیت اطفال اور تعمیر شخصیت میں اساتذہ کا کردار محض تدریس تک محدود نہیں بلکہ اخلاقی، روحانی، فکری اور سماجی تربیت بھی ان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔
- اسلامی تعلیمات میں استاد کو بلند مقام حاصل ہے اور اسے انبیاء علیہم السلام کے تربیتی مشن کا وارث قرار دیا گیا ہے۔
- بچوں کی شخصیت سازی میں تعلیمی اداروں کا مثبت، محفوظ اور اخلاقی ماحول بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔
- حسن اخلاق، شفقت، عدل اور محبت پر مبنی استادانہ رویہ بچوں کی خود اعتمادی اور کردار سازی میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔
- علمی ذوق، تنقیدی سوچ اور تحقیقی صلاحیتوں کی نشوونما اساتذہ کی مؤثر رہنمائی سے ممکن ہوتی ہے۔
- روحانی اور اخلاقی تربیت کے بغیر محض علمی تعلیم شخصیت کی متوازن تعمیر کے لیے کافی نہیں۔
- جدید دور کے چیلنجز، خصوصاً سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع، بچوں کی تربیت کے لیے نئے مسائل پیدا کر رہے ہیں جن کا ادراک ضروری ہے۔
- بچوں کے حقوق، تحفظ اور عزت نفس کی حفاظت تعلیمی اداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔
- والدین اور اساتذہ کے درمیان مؤثر رابطہ اور تعاون بچوں کی ہمہ جہت ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔
- شرعی تعلیمات اور جدید تعلیمی تحقیقات دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ مؤثر تربیت کے لیے علم، اخلاق، ماحول اور نگرانی کا امتزاج ضروری ہے۔

سفارشات

- تعلیمی اداروں میں اخلاقی، روحانی اور کردار سازی پر مبنی تربیتی پروگرامز کو نصاب کا مستقل حصہ بنایا جائے۔
- اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور تربیتی مہارتوں کے فروغ کے لیے باقاعدہ ورکشاپس منعقد کی جائیں۔
- اسکولوں اور کالجوں میں بچوں کے لیے محفوظ، دوستانہ اور تشدد سے پاک تعلیمی ماحول یقینی بنایا جائے۔
- طلبہ میں تنقیدی سوچ، تحقیق اور تخلیقی صلاحیتوں کے فروغ کے لیے عملی سرگرمیوں اور مباحثوں کو فروغ دیا جائے۔
- سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے مثبت اور محفوظ استعمال کے حوالے سے طلبہ اور والدین کی رہنمائی کی جائے۔
- والدین اور اساتذہ کے درمیان مؤثر رابطے کے لیے باقاعدہ ملاقاتوں اور مشاورتی پروگراموں کا اہتمام کیا جائے۔
- بچوں کے حقوق، عزت نفس اور نفسیاتی صحت کے تحفظ کے لیے واضح پالیسیوں اور نگرانی کے نظام کو مؤثر بنایا جائے۔

مصادر و مراجع

- القرآن الکریم۔
- ابن سینا، ابو علی حسین بن عبداللہ۔ قانون الطب۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2005ء۔
- ابن خلدون، عبدالرحمن۔ مقدمہ ابن خلدون۔ قاہرہ: دار الکتب المصری، 2009ء۔
- ابن مفلح۔ الآداب الشرعیہ۔ تحقیق: احمد السیسی۔ بیروت: مکتبہ العصریہ، 2008ء۔
- البخاری، امام محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ بیروت: دار ابن کثیر، 2002ء۔
- البخاری، امام محمد بن اسماعیل۔ الادب المفرد۔ تحقیق: محمد فواد عبدالباقی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2010ء۔
- الترمذی، امام محمد بن عیسیٰ۔ الجامع الصحیح۔ ریاض: دار السلام، 2000ء۔
- الطحاوی، امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ۔ شرح معانی الآثار۔ جدہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1998ء۔
- الغزالی، امام محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ جدہ: دار المنہاج، 2011ء۔
- مالک بن انس، امام۔ الموطأ (روایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی)۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2015ء۔
- مسلم بن الحجاج، امام۔ الصحیح۔ ریاض: دار السلام، 2000ء۔



-
- ابن المبارک، عبداللہ۔ کتاب الزہد۔ تحقیق: حبیب الرحمن الاعظمی۔ بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2010ء۔
 - الشریف الرضی۔ نہج البلاغہ۔ تحقیق: صبحی صالح۔ بیروت: دارالکتب اللہنانی، 2010ء۔
 - Dewey, John. Democracy and Education. New York: Free Press, 1997.
 - Epstein, Joyce L. School, Family, and Community Partnerships. Boulder: Westview Press, 2018.
 - Kohlberg, Lawrence. The Philosophy of Moral Development. San Francisco: Harper & Row, 1981.
 - Montessori, Maria. The Absorbent Mind. New York: Holt Paperbacks, 1995.
 - Postman, Neil. The Disappearance of Childhood. New York: Vintage Books, 1994.
 - Spock, Benjamin. Baby and Child Care. New York: Pocket Books, 2012.
 - UNICEF. Child Protection in Schools: A Review of the Evidence. New York: UNICEF Publications, 2020.